بسم اللہ الرحمن الرحیم

زکوٰۃ کی اہمیت و احکامات

زکوٰۃ کے معنی و فرضیت

زکوٰۃ کے لغوی معنی "بڑھنے" اور "پاک ہونے" کے ہیں۔ شریعت میں زکوٰۃ اس مال کو کہتے ہیں جسے انسان اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سے اسکے حقداروں کے لیے نکالتا ہے۔ اسے زکوٰۃ اس لیے کہا گیا ہے کہ اس سے انسان کا مال پاک بھی ہوتا ہے اور مقدار واجر میں بھی بڑھتا ہے۔ زکوٰۃ اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک نہایت اہم رکن ہے جس کی فرضیت قرآن، سنت اور اجماع تینوں سے ثابت ہے اور اس کے رکنِ اسلام ہونے میں آج تک امت میں سے کسی نے انکار نہیں کیا۔ قرآن میں بار بار ارشاد ہوا ہے کہ نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ نبی ﷺ نے فرمایا

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت، نماز کا قائم کرنا، زکوٰۃ کا ادا کرنا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (بخاری و مسلم)

نبی ﷺ کی وفات کے بعد جب بعض لوگوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کیا تو حضرت ابو بکرؓ نے انہیں مرتد قرار دیا اور ان کے خلاف جنگ کی۔

زکوٰۃ کی ترغیب و فضیلت

اے نبی ﷺ! تم ان کے اموال میں سے صدقہ (فرض زکوٰۃ اور نفلی صدقہ) وصول کرو جس سے تم ان کو پاک صاف کردو گے۔ (توبہ: ۱۰۳)

یہ وہ لوگ ہیں جن کو اگر زمین میں اقتدار نصیب کریں تو یہ نماز قائم کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اور تمام کاموں کا انجام اللہ ہی کے لیے ہے۔ (الحج: ۴۱-۴۰)

یعنی مسلمانوں کو زمین میں جو اقتدار و غلبہ بخشا جاتا ہے اس کا ایک بڑا مقصد زکوٰۃ کے نظام کو قائم کرنا بھی ہے۔ زکوٰۃ کی ترغیب دیتے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا

میں تین چیزوں پر قسم کھاتا ہوں اور تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں، اسے یاد رکھو، ایک یہ کہ کسی صدقہ سے مال میں کمی نہیں آتی، دوسرے یہ کہ کسی پر ظلم کیا جائے اور وہ اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر عزت کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ تیسرے یہ کہ جو شخص اپنے اوپر بھیک مانگنے کا دروازہ کھولتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر تنگدستی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ (ترمذی)

زکوٰۃ نہ دینے پر وعید

ان لوگوں کو دردناک سزا کی خوشخبری دو جو سونے اور چاندی کو جمع کرکے رکھتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔ ایک دن آئے گا کہ اسی سونے اور چاندی پر جہنم کی آگ دہکائی جائے گی اور پھر اسی سے ان لوگوں کی پیشانیوں اور پہلوؤں کو داغا جائے گا۔ یہی ہے وہ خزانہ جسے تم اپنے لیے جمع کیا کرتے تھے، لو اب اپنی سمیٹی ہوئی دولت کا مزہ چکھو۔ (توبہ: ۳۴-۳۵)

جس شخص کو اللہ نے مال دیا اور پھر اس نے اس مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کی، قیامت کے روز اس کا یہی مال ایک ایسے گنجے اژدھے کی صورت میں اس کے سامنے آئے گا جس کی آنکھوں کے اوپر دو سیاہ (خوفناک) دھبے ہوں گے۔ پھر وہ اسے اپنے دونوں جبڑوں سے پکڑے گا اور اس سے کہے گا "میں ہی ہوں تیرا خزانہ، میں ہی تیرا مال ہوں"۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انھوں رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرما رہے تھے جس دولت میں مالِ زکوٰۃ کی ملاوٹ ہو وہ تباہ ہو جاتی ہے۔

<u>فوائد:</u> جس مال پر زکوٰۃ واجب ہو، اس میں سے اگر زکوٰۃ نہ نکالی جائے تو پورا مال نحوست اور بے برکتی کا شکار ہو جاتا ہے اور اخلاقی و شرعی طور پر اس قابل نہیں رہتا کہ ایک مسلمان اسے اپنے استعمال میں لا سکے گویا وہ تباہ و برباد ہو گیا۔

زکوٰۃ فرض ہونے کی شرائط

کسی مال پر زکوۃ کے فرض ہونے کی دو شرطیں ہیں

۱۔ وہ بقدر نصاب یا اس سے زیادہ ہو۔ نصاب مراد وہ کم سے کم مقدار ہے جو شریعت نے مختلف چیزوں کی زکوۃ کے لیے مقرر کی ہے۔ مثلاً چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ اور سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے۔ اسی طرح اگر کسی شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر رقم موجود ہو تو وہ بھی زکوۃ کے نصاب میں داخل ہے۔

۲۔ اس پر ایک ہجری سال گزر چکا ہو کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کسی مال پر اس وقت تک زکوۃ نہیں جب تک اس پر ایک سال نہ گزر چکا ہو۔ حفیہ کے نزدیک مال کا اپنے سال کے شروع اور آخر میں نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ ہونا ضروری ہے خواہ سال کے دوران نصاب کم ہی رہا ہو۔ اگر کوئی مال سال کے شروع میں نصاب کے برابر ہو اور پھر سارا سال نصاب کے برابر ہی رہے تو اس پر زکوۃ ضروری ہے۔ اگر وہ سال کے دوران کم ہو لیکن سال کے آخر تک پھر پورا ہو جائے تب بھی اس پر زکوۃ ضروری ہے لیکن اگر وہ سال کے آخر تک کم ہی رہے تب اس پر زکوۃ ضروری نہیں۔ مالکیہ کے نزدیک بھی اگر مال سال کے شروع اور آخر میں نصاب کے برابر ہو تو اس پر زکوۃ ضروری ہے خواہ دوران سال کم ہو کر نفع سے پھر پورا ہو جائے۔ اسی طرح اگر کوئی مال سال کے شروع میں نصاب سے کم ہو لیکن سال کے دوران نفع سے پورا ہو جائے یہاں تک کے سال کے آخر تک پورا رہے تب بھی اس پر زکوۃ ضروری ہے۔ شافعیہ کے نزدیک پورے نصاب پر پورا ایک سال اور حنبلیہ کے نزدیک تقریباً ایک سال گزرنا ضروری ہے۔ یعنی اگر کوئی مال سال کے شروع میں کم ہو، پھر دوران سال پورا ہو جائے، تو اسکا سال اس وقت سے شروع ہو گا جب وہ نصاب کے برابر ہو گا

لہٰذا مندرجہ بالا شرائط کے مطابق جس مال پر زکوۃ فرض ہو جائے اس مال کا 40 واں حصہ یا 2.5% بطور زکوۃ دینا ضروری ہے۔

زکوٰۃ کے چیدہ چیدہ مسائل

ذیل میں زکوۃ سے متعلق چند عام مسائل کو اختصار سے بیان کیا گیا ہے۔

مقروض کی زکوٰۃ: اگر کسی شخص کے پاس نصاب سے زیادہ مال تو ہو اور اس پر ایک سال بھی گزر چکا ہو لیکن اس پر اتنا قرض ہو جسے ادا کرنے کے بعد وہ مال نصاب سے کم رہ جاتا ہو تو اس پر کوئی زکوۃ نہیں ہے، اسے اپنا قرض ادا کرنا چاہیے۔

قرض مال کی زکوٰۃ: اگر کسی شخص نے اپنا مال کسی کو قرض دیا ہو تو اس پر بھی زکوۃ ادا کرنا ضروری ہے۔ احناف کے نزدیک جب تک اسکے مالک کو 10 تولہ چاندی کے برابر یا اس سے زائد رقم وصول نہ ہو وہ اس کی زکوۃ ادا نہیں کرے گا لیکن جونہی اسے 10 تولہ چاندی یا اس سے زائد رقم وصول ہو تو اس کی پچھلے تمام سالوں کی زکوۃ ادا کرے گا۔ شافعیہ اور حنبلیہ کے نزدیک قرض کی دو قسمیں ہیں ایک ثابت اور دوسرا غیر ثابت۔ ثابت سے مراد وہ قرض ہے جو کسی ایسے شخص کے ذمہ ہو جسے اسکا اعتراف ہو اور غیر ثابت سے مراد وہ قرض ہے جو کسی ایسے شخص کے ذمہ ہو جو سکا انکار کر رہا ہو۔ ثابت قرض پر تمام سالوں کی زکوۃ ضروری ہے۔ حنبلیہ کے نزدیک یہ زکوۃ اس وقت ادا کی جائے گی جبکہ وہ وصول ہو۔ اور شافعیہ کے نزدیک اس وقت جب وہ وصول ہو سکتا ہو تو ہر سال کی زکوۃ ادا کرتے رہنا ضروری ہے خواہ وہ خود بقدر نصاب ہو یا دوسرے مال سے مل کر بقدر نصاب بنتا ہو۔ غیر ثابت قرض پر اس وقت تک کوئی زکوۃ نہیں جب تک وہ وصول نہ ہو جائے اور وصول ہو جانے کے بعد اس پر ایک سال نہ گزر جائے۔ مالکیہ کے نزدیک قرض مال وصول ہونے کے بعد اس پر صرف ایک سال کی زکوۃ ضروری ہے خواہ وہ مقروض کے پاس کئی سال تک رہے الّا یہ کہ اس نے زکوۃ سے بچنے کے لیے قصداً اس قرض کو وصول کرنے میں تاخیر کی ہو اس صورت میں اس کے ذمہ تمام سالوں کی زکوۃ ضروری ہے۔

عورت کے مہر کی زکوٰۃ: عورت کا مہر اس کے شوہر کے ذمہ قرض کی حیثیت رکھتا ہے۔ حفیہ کے نزدیک اس پر اُس وقت تک کوئی زکوۃ نہیں ہے جب تک عورت کو اس میں سے بقدر نصاب یا اس سے زیادہ رقم وصول نہیں ہو جاتی اور وصول ہو جانے کے بعد اس پر ایک سال نہ گزر جائے۔ یہ ہی مسلک مالکیہ کا بھی ہے۔ شافعیہ کے نزدیک عورت اس کی زکوۃ ہر سال ادا کرے گی جبکہ وہ اسے خود وصول نہ کر رہی ہو حالانکہ وہ وصول ہو سکتا ہو۔ حنبلیہ کے نزدیک وہ اس پر تمام سالوں کی زکوۃ اس وقت ادا کرے گی جب وہ اسے وصول کرلے۔

بنک میں رکھی ہوئی امانتوں اور پراویڈنٹ فنڈ کی زکوٰۃ: حفیہ کے نزدیک ان پر تمام سالوں کی زکوۃ ضروری ہے، اور وہ اس وقت ادا کی جائے گی جب ان میں سے ساڑھے دس تولہ چاندی کی قیمت یا اس سے زائد رقم وصول ہو جائے۔ حنبلیہ کے نزدیک بھی ان دونوں پر تمام سالوں کی زکوۃ ضروری ہے اور وہ اس وقت ادا کی جائے گی جب ان میں

سے بقدر نصاب یا اس سے زائد رقم وصول ہو جائے۔ مالکیہ کے نزدیک بنک کی امانتوں پر تمام سالوں کی زکوٰۃ ضروری ہے اور یہ زکوٰۃ ان کو واپس لینے کے بعد ادا کی جائے گی۔ البتہ پراویڈنٹ فنڈ جب ملے تو اس پر صرف ایک سال کی زکوٰۃ ضروری ہے۔ شافعیہ کے نزدیک بنک کی امانتوں پر ہر سال زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے۔ پراویڈنٹ فنڈ پر بھی تمام سالوں کی زکوٰۃ ضروری ہے جو اس وقت ادا کی جائے گی جبکہ اس کو لینا ممکن ہو خواہ اس وقت اسے لیا جائے یا نہ لیا جائے۔

مشترک مال (کمپنی) کی زکوٰۃ : اگر کسی مال میں دو یا دو سے زیادہ آدمی شریک ہوں تو امام ابو حنیفہ اور امام مالک کے نزدیک ان میں سے کسی پر زکوٰۃ اس وقت تک واجب نہیں ہے جب تک ان میں سے ہر ایک کا حصہ بقدر نصاب نہ ہو۔ امام شافعی کے نزدیک مشترک مال کا حکم ایک ہی شخص کے مال کا ہے۔

میت کے مال کی زکوٰۃ: اگر کوئی شخص مر جائے حالانکہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو لیکن اس نے ادا نہ کی ہو تو حنفیہ کے نزدیک میت کے ترکہ سے زکوٰۃ اس وقت وصول کی جائے گی جبکہ اس نے وصیت کی ہو۔ اگر اس نے وصیت نہ کی ہو تو زکوٰۃ اس کے ترکہ سے وصول نہ کی جائے گی۔ امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل اور دوسرے فقہاء کے نزدیک زکوٰۃ اس شخص کے ترکے سے وصول کی جائے گی خواہ اس نے اس کی وصیت کی ہو یا نہ کی ہو۔

عورت کے زیور کی زکوٰۃ: موتی، یاقوت اور دوسرے تمام جواہر، کپڑوں اور دوسرے سامان (جیسے گھر کے برتن) پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے جبکہ وہ محض استعمال اور زینت کے لیے ہوں لیکن اگر وہ تجارت کے لیے ہوں تو ان پر زکوٰۃ سب کے نزدیک ضروری ہے۔ (الفقہ علی المذاہب الاربعہ) البتہ عورت کے سونے اور چاندی کے زیورات پر زکوٰۃ ہے جبکہ اسکا وزن بقدر نصاب یا اس سے زیادہ ہو اس پر ایک سال گزر چکا ہو۔

زکوٰۃ کا اعلانیہ دینا: زکوٰۃ کا اعلانیہ دینا بھی جائز ہے اور چھپا کر دینا بھی۔ امام طبری اور دوسروں نے اس پر علمائے سلف کا اجماع نقل کیا ہے کہ زکوٰۃ کا علانیہ اور نفلی صدقات کا چھپا کر دینا افضل ہے۔ (فتح الباری)

زکوٰۃ کے مصارف

زکوٰۃ لینے کے حق دار آٹھ قسم کے لوگ ہیں اس سب کا ذکر قرآن پاک کی اس آیت میں ہوا ہے۔

یہ صدقات دراصل فقیروں اور مسکینوں کے لیے ہیں اور ان لوگوں کے لیے جو صدقات کے کام پر مامور ہوں، اور ان کے لیے جن کی تالیف قلب مقصود ہو۔ نیز یہ کہ گردنوں کے چھڑانے اور قرضداروں کی مدد کرنے میں اور اللہ کی راہ میں مسافروں کی امداد کے لیے ہیں۔ (التوبہ: ٦٠)

فقیر اور مسکین دونوں لفظ تقریباً ہم معنی ہیں اور ہر ایک کا اطلاق دوسرے پر ہو سکتا ہے مسکین کی تشریح کرتے ہوئے نبی ﷺ نے فرمایا

مسکین وہ ہے جو اپنی حاجت بھر مال نہ پاتا ہو اور نہ پہچانا جاتا ہو کہ اس کی مدد کی جاسکے اور نہ وہ کھڑا ہو کر لوگوں سے سوال کرتا ہو۔ (بخاری و مسلم)

البتہ زکوٰۃ اور صدقہ اپنے قریب ترین مستحق رشتہ دار کو دینا دوسروں کی نسبت افضل ہے نبی ﷺ نے فرمایا

مسکین پر صدقہ کرنا صدقہ ہے اور کسی (مسکین) رشتہ دار پر صدقہ کرنا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

سب سے افضل صدقہ وہ ہے جو کسی تنگ دست رشتہ دار پر کیا جائے۔ (مسند احمد)

وہ لوگ جن کے لیے زکوٰۃ لینا حرام ہے

١۔ غنی اور قوی مکتسب ٢۔ نبی ﷺ کا خاندان اور اسکے موالی ٣۔ غیر مسلم ٤۔ بیوی ٥۔ والدین اور اولاد

نوٹ

ماہ رمضان میں زکوٰۃ نکالنے کی ترغیب اس لیے دی جاتی ہے کہ اس ماہ میں تمام صدقات کا اجر کئی گناہ بڑھ جاتا ہے اور پھر چونکہ اکثر لوگ رمضان کے مہینے میں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اس لیے یاد دہانی بھی ہو جاتی ہے اور (رمضان سے رمضان تک) ایک پورا قمری سال بھی مکمل ہو جاتا ہے جس سے حساب میں آسانی رہتی ہے۔